ید اللہ علی الجماعۃ ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: حافظ عارف سلمان روپڑی

فون 7656730 فیکس 7659847

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 2 شعبان 1433ھ 22 تا 28 جون 12ء | شمارہ 25

سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کا سانحہ ارتحال

عالم اسلام میں یہ خبر انتہائی دکھ اور حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ سعودی عرب کے ولی عہد شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز طویل علالت کے بعد جنیوا میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون. مرحوم عالم اسلام کے عظیم راہنما اور انسانیت کا درد رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ ان کی وفات حسرت سے عالم اسلام میں نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے، پوری دنیا میں انہوں نے بہت زیادہ اسلامی مراکز قائم کئے اور جب کبھی اہل اسلام پر کوئی مشکل مرحلہ آتا تو مرحوم ان کی مشکلات اور مسائل کے حل کے لیے کوشاں ہوتے۔ جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث، سیکرٹری جنرل پروفیسر میاں عبدالمجید، حافظ عبدالوہاب روپڑی، میاں محمد سلیم شاہد اور حافظ محمد جاوید روپڑی ودیگر نے ان کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے شاہی خاندان اور سعودی باشندوں سے اظہار تعزیت کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ پاک مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور شاہی خاندان اور وہاں کی عوام کو اس صدمہ پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

میت پر بین کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا حرام ہے!

وَعَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے بول بولے (بین کیا)۔ (صحيح بخاری كتاب الجنائز، باب ليس منامن شق الجيوب حديث: ١٢٩٤)

رخسار پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور بین کرنے والے پر رسول کریم ﷺ نے انتہائی ناراضگی کا اظہار فرمایا، بلکہ ایسا عمل کرنے والے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں، یعنی وہ ہماری شریعت پر عمل نہیں کرتا، نہ جانے کس دین پر عمل پیرا ہے یا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رسول کریم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو بطور خاص ان سے اس بات پر بیعت لیتے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، اس لیے کہ عورتوں میں یہ عادت زیادہ ہوتی ہے۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بیعت کے وقت ہم سے عہد لیا کہ ہم بین نہیں کریں گی۔ (صحيح بخاری كتاب الجنائز، باب ماينهى عن النوح والبكاء، حديث: ١٣٠٦)

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بین کرنا کتنا بڑا جرم ہے کہ آپ بیعت کرتے وقت عورتوں سے بین نہ کرنے کا عہد لیتے۔

بین کسے کہتے ہیں؟ اور جب کسی پر بین ہو رہے ہوں، تو فرشتے اسے سرزنش کرتے ہیں، اگرچہ وہ اس پر راضی نہ بھی ہو۔ اس لیے اس سے بہت بچنا چاہیے۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، تو ان کی بہن رونے لگی اور کہتی تھی ہائے اے پہاڑ، ہائے ایسے اور ایسے! ان کی خوبیاں شمار کرتی تھی۔ پس جب انہیں ہوش آیا تو فرمایا: تو نے جو کچھ کہا، تو مجھ سے پوچھا جاتا تھا، تو اس طرح ہی ہے؟ (صحيح بخاری كتاب المغازی، باب عشروه موتة من أرض الشام حديث: ٤٢٦٧) اس سے معلوم ہوا اس طرح کے الفاظ کہ اے میرے شیر، میرے چاند، میرے سہارے، میرے بچوں کو یتیم کر جانے والے وغیرہ وغیرہ الفاظ کہنا سخت گناہ اور شریعت میں بہت بڑا جرم ہے۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بین کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول گندھک کا کرتہ اور خارش کی زرہ ہوگی۔ (صحیح مسلم) یعنی بین کرنا اور نوحہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور قابل سزا ہے۔ کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے لائق نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام سے ذرہ بھر انحراف کرے، بلکہ انہیں تسلیم کرنے اور اپنانے میں ہی برکت اور نجات ہے۔

☆..........☆..........☆

تنظیم اہلحدیث
ہفت روزہ — لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 25
2 شعبان ☆ 1433ھ
22 جون ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ: وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
معراج کی چند عظیم نشانیاں	10
ندوۃ العلماء......	14
نماز میں رفع الیدین	16
علماء کونشن کے مقاصد	19

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

چیف جسٹس صاحب! انصاف کا پرچم بلند رکھنا

چیف جسٹس آف پاکستان جناب افتخار چوہدری کو جب چار جرنیلوں نے اپنی جرنیلی وردی زیب تن کر کے سامنے بٹھایا اور حاکمانہ لہجے میں مستعفی ہونے کو کہا تو یہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کے منصب اعلیٰ کا امتحان تھا۔ جب ترغیب و ترہیب کے سارے حربے ناکام ہو گئے تو جرنیلوں نے جج صاحب کے ساتھ اعصابی جنگ شروع کر دی۔ شب اپنی تاریک ردا سے اسلام آباد کی وادیوں کو جب مکمل ڈھانپ چکی تو جج صاحب کو اس تنبیہ کے ساتھ باہر نکلنے دیا گیا کہ وہ سپریم کورٹ کی بجائے سیدھے گھر جائیں گے اور پھر اس کے بعد سپریم کورٹ جاتے ہوئے پولیس کنسٹیبل عدل و انصاف کی اس علامت کے ساتھ جس طرح گتھم گتھا ہوئے، جس طرح انہیں نظر بند کیا گیا اور مختصراً ہائیکورٹس اور سپریم کورٹس کے ساتھ جج صاحبان کے جو بچے امتحانات دے رہے تھے، انہیں امتحان دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔ دراصل اس وقت بچوں کا نہیں جج صاحب کا اپنا امتحان شروع ہو چکا تھا، ایک طرف پی، سی، او کے تحت حلف اٹھانے پر عہدہ بمعہ مراعات اضافی بحال دوسری طرف عہدہ بھی ختم اور نظر بندی، قوم کی نظریں عدلیہ پر لگی ہوئی تھیں جنہوں نے ضمیر فروشی کی وہ عدل و انصاف کی کرسیوں پر قبضہ گروپ بن کر بیٹھ گئے، دوسری طرف آمر کی آمریت کو عدالتی زنجیریں پہنانے کا عزم کرنے والے بدترین نظر بندی کا شکار تھے، کل تک ان جج صاحبان کی رہائش گاہوں کے باہر جو پولیس حفاظتی گارڈ کا فریضہ انجام دے رہی تھی اب جیلر کا روپ دھار چکی تھی۔ جج صاحبان کو نماز باجماعت اور نماز جمعہ کے لیے بھی باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی، امتحان میں کامیاب ہونے والے چیف جسٹس اور عزیمت کے کوہ گراں ان کے قابل احترام ساتھیوں کے لیے نہ صرف وکلاء، سیاستدان، تاجر، طلباء و علماء بلکہ پوری قوم اٹھ کھڑی ہوئی جس کے نتیجے میں آمر کو ملک سے فرار ہونا پڑا۔ جمہوری حکومت قائم ہوئی تو وزیر اعظم نے ایک ہی تقریر میں عدلیہ کے معزز جج صاحبان کی رہائی کا حکم جاری فرمایا لیکن مسند انصاف پر انہیں ڈوگر کورٹس ہی وارا کھاتی تھیں کیونکہ جو ایک آمر کے سامنے ضمیر کا سودا کر چکے تھے جمہوری حکومت کے لیے بھی ان کا ضمیر برائے فروخت موجود تھا۔ دوسری طرف عدل و انصاف کے وہ کوہ گراں تھے جو ہر لالچ اور ہر دھمکی کو ٹھکرا چکے تھے لہٰذا عوامی حکومت کو ان سے کیا امید ہو سکتی تھی؟ چنانچہ پوری قوم کی متفقہ آواز بھی عوامی جمہوری حکومت کو جسٹس افتخار اور ان کے ساتھیوں کی بحالی پر قائل نہ کر سکی۔ صدر مملکت کبھی مائنس ون اور کبھی مائنس ٹو فارمولا پیش کرتے رہے، بالآخر میاں نواز شریف نے عوامی احتجاج کی نمائندگی کرتے ہوئے لاہور سے اسلام آباد مارچ شروع کر دیا۔ اس وقت اعتزاز احسن بھی وکلاء اور عوام کے ساتھ تھے۔ چنانچہ مارچ میں بھی ہمراہ تھے، رات کے پچھلے پہر جب عوامی حکومت اپنی

ضد پر اڑی ہوئی تھی، جنرل کیانی کا ایوان صدر کا یہ تیسرا اور شائد ہر لحاظ سے آخری چکر تھا کہ وزیر اعظم اور صدر کو آرمی چیف کی بات پوری طرح سمجھ میں آگئی اور پھر جمع، تفریق کے فارمولے بھی بھول گئے۔ کانوں کی کھڑکیاں ہی نہیں ہوش وحواس کے دروازے بھی پوری طرح کھل گئے اور نہ جانے کیا کیا کھل گیا کہ سحری کے وقت دیر تک سونے والے وزیر اعظم نے سحر خیزی کے وقت پوری عدلیہ کی بحالی کا حکم نامہ جاری فرمایا جسکی اطلاع جرنیل نے اعتزاز احسن اور میاں نواز شریف کو دی۔ پوری قوم صدر اور وزیر اعظم کی ججز بحالی کی مجبوری سے آگاہ ہے لیکن پھر بھی وقتاً فوقتاً قوم کو اندھی بہری سمجھ کر ججز کو بحال کرنے کا کریڈٹ وزیر اعظم لیتے رہے۔ چیف جسٹس اور ان کی پوری ٹیم نے بحالی کے دن سے ملک کے اندر کرپشن کے خاتمے، قانون کی عملداری اور انصاف کا بلا تفریق امیر وغریب علم بلند کیا ہوا ہے۔ صدر اور ان کی ٹیم جو این آر او سے فیض یافتہ تھی، این آر او کو روز اول سے کالعدم اور غیر قانونی قرار دیا ان سے مستفیض ہونے والوں سے قومی خزانہ سے لوٹا ہوا پیسہ نکلوایا، صدر صاحب اڑے ہوئے ہیں لیکن سوئس بنکوں کے چھ ارب کے بعد برطانیہ، فرانس اور دیگر ممالک کے اکاؤنٹ کا حساب لیا جائے گا۔ بلوچستان میں سونے کی کانیں مٹی کے بھاؤ امریکی فرم کو دی گئیں واپس کرائیں۔ کرائے کے بجلی گھر جو بغیر بجلی پیدا کیے ملک کو لوٹ رہے تھے ان سے رقوم نکلوائیں، آج عدلیہ کرپشن کے سامنے دیوار بنی کھڑی ہے، ورنہ اس وقت ملک معاشی طور پر تباہ ہو چکا ہوتا۔ حکومت عدلیہ سے مسلسل محاذ آرائی اور مقابلے بازی پر اتری ہوئی ہے، کرپشن کیسز میں عدلیہ کے احکامات کو ہوا میں اڑانا، جن افسران پر عدلیہ کرپشن اور جانبداری کی بنا پر تبادلے کا حکم جاری کرتی ہے ان احکامات پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ عدلیہ جن دیانتدار افسران کو کرپشن کے مگرمچھوں کی تفتیش کا حکم دیتی ہے ان کو تفتیش کے قریب پھٹکنے نہیں دیا جاتا۔ ہر تیسرے ماہ نیب کا سربراہ تبدیل کیا جاتا ہے وزیر اعظم اپنی اولاد سمیت اور کابینہ سمیت کرپشن میں غرق ہوئے پڑے ہیں۔ سپریم کورٹ نے توہین عدالت میں سزا دے کر نا اہل کر دیا ہے یہاں ایک نئی روایت قائم کی گئی ہے کہ سپریم کورٹ کے خلاف عدالت اپیل سپیکر قومی اسمبلی ہے اور اس کا فیصلہ حتمی ہے۔

بلوچستان میں ایجنسیوں کی طرف سے افراد کو لاپتہ کرنا ان کی لاشیں ویرانے سے ملنا اور حد تو یہ ہے کہ گیارہ افراد کو اڈیالہ جیل سے رہائی پر جیل کی ڈیوڑھی سے گرفتار کیا اور سپریم کورٹ میں ذمہ داران افسران نے ان کی اپنی تحویل میں ہونے سے انکار کیا اور پھر چار افراد کو قتل کیا گیا اور سات افراد اس حال میں سپریم کورٹ لائے گئے کہ وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے۔ چیف جسٹس نے کوئٹہ میں خود بیٹھ کر لاپتہ افراد کے کیس کی سماعت کی آئندہ کے لیے افراد اچانک لاپتہ ہونے بند ہو گئے۔ بہت سے افراد کو برآمد کرایا اور تا حال سماعت جاری ہے۔ ایجنسیوں کے سربراہان تک کو وارننگ دی گئی کہ اگر لاپتہ افراد کو برآمد نہ کیا گیا تو انہیں جیل جانا پڑے گا۔ یہاں تک کہ چیف صاحب نے وارننگ دی کہ لاپتہ افراد کی ذمہ داری کوئی فوجی افسر بھی قبول نہیں کرتا تو سپریم کورٹ جنرل کیانی کو طلب کرے گی۔ آج کوہستان کی مبینہ مقتول لڑکیاں ہوں یا کسی شریف آدمی کی بیٹی کا اغواء سیالکوٹ کے دو بھائیوں کی مظلوم شہادت ہو یا کسی بوڑھے استاد پر ظلم، چیف جسٹس ہر ظلم کے سامنے دیوار بنا کھڑا ہے۔ جس ملک کا صدر کرپٹ، وزیر اعظم بمعہ اپنے خاندان کرپشن میں ملوث، وزیر حج حاجیوں کو لوٹ کر جیل میں بند ہو، پوری کابینہ کرپشن کی نئی سے نئی داستانوں میں ملوث، پولیس مجرموں کی سرپرست اور شرفاء کی دشمن امن وامان مفقود، کراچی، کوئٹہ کی سڑکیں خون آلود، ایسے میں واحد چیف جسٹس لوگوں کی امیدوں کا مرکز ومحور ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ جس ملک کی تمام مقتدر ہستیاں کرپشن میں ڈوبی ہوئی ہوں وہ چوہدری افتخار جیسی دیوار کو آسانی سے برداشت کرلیں۔ وطن عزیز کا بچہ بچہ حیران تھا کہ شیروں کی کچھار میں ہاتھ ڈالنے والا افتخار چوہدری ابھی تک محفوظ کیسے ہیں؟ اس پر قاتلانہ حملہ ہوا یا اس کی عزت نفس کو مجروح کرنے والا اسکینڈل ابھی کیوں نہیں بنا؟ ملک کے کرپشن کنگز نے قوم کو مایوس نہیں کیا بلکہ طویل عرصے سے ارسلان افتخار کو ٹریپ کر کے چیف کو سیکنڈلائز کرنے کی کوشش جاری تھی اس کار خیر کے لیے ایک ایسے شریف آدمی کا انتخاب کیا گیا جو خود ملک میں کرپشن کنگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ میٹرک میں 333 نمبر لے کر تھرڈ ڈویژن پاس ملک ریاض جو خود کہتا ہے کہ میری بیٹی بیمار تھی اور میرے پاس دوائی کے پیسے نہیں تھے، اس نے پراپرٹی کا کاروبار کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں سے کروڑوں اور کروڑوں سے اربوں اور اربوں سے کھربوں پتی بن گیا۔ آج تک کسی ایجنسی نے پوچھنے کی زحمت گوارا نہیں کی، کونسا الہ دین کا چراغ ہاتھ آیا ہے پوچھے کون؟ جس کے دفتروں میں تو عدد ریٹائرڈ 8 جرنیل ملازم ہوں اس سے نچلے رینک کے افسران کی تعداد کا اندازہ خود لگالیں کہ صدر، وزیر اعظم جس کے دوست ہوں۔ آخر جس شخص کے خلاف چالیس سے زائد مقدمات اعلیٰ عدالتوں میں زیر التواء ہیں اور جس کی شہرت یہ ہے کہ جہاں بھی یہ بحریہ ٹاؤن بناتا ہے اردگرد کے لوگوں کی زمین اپنے ٹاؤن میں شامل کر کے انہیں پیشکش کرتا ہے کہ قیمت لے لو اور پھر اونے پونے یہ زمین حاصل کر لیتا ہے کیونکہ لوگوں کو اس کے اثر ورسوخ کا علم ہے اور پھر ایسے آدمی سے کون مقدمے بازی کرے جو آدمی قتل کرانے میں بھی دیر نہیں لگاتا اگر اس کے خلاف مکمل تحقیقات کسی دیانتدار افسر سے کرائیں تو اس کے بیٹے نے اپنے کار ریس کے شوق میں جو پانچ آدمی مروائے اور پھر عظیم سکالر مرتضیٰ کے قتل کے بارے میں بھی لوگ زیر لب اسی شریف انسان کا نام لیتے ہیں اور پھر اس سے پوچھا جائے کہ اپنے سیکورٹی گارڈ کو کیوں قتل کرایا؟ سوال یہ ہے کہ خالص فوجی نام بحریہ ٹاؤن D.H.A وغیرہ نام اس کو کس نے استعمال کرنے کی اجازت دی۔ اس کے فراڈ، قتل، لوگوں کی جائیدادوں پر ناجائز قبضے قسم کے کتنے ہی مقدمات قائم ہو سکتے ہیں۔ اگر سپریم کورٹ ایک کمیشن تشکیل دے کر لوگوں کو یقین دلائے کہ ان کے ساتھ انصاف ہوگا۔

(بقیہ ص:13)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

باپ کی وفات اور بچے کی پرورش

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس کا ایک تین سالہ بیٹا اور 30 سالہ بیوی ہے، دو بھائی اور ایک بہن بھی ہے۔ اس صورت میں بچے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ اور ماں کب تک اس بچے کو ساتھ رکھ سکتی ہے؟ اور کب اس بچے کو چچاؤں کے حوالے کرنے کی پابند ہے؟ کیا نکاح ثانی نہ کرنے کی صورت میں ماں ہمیشہ کے لیے بچہ رکھ سکتی ہے؟ کیا چچا اس بچے کی ماں کو اس صورت میں کفالت کی رقم دینے کے پابند ہیں؟ بچے کی وراثت کے امین چچا ہوں تو ایک مخصوص عمر کے بعد وہ بچے کی پرورش کے پابند ہیں یا بالغ ہونے تک؟ کیا بیوہ کو اس کے خاوند کے ترکے میں سے ہر حال میں حصہ ملے گا اور کتنا ملے گا چاہے وہ نکاح ثانی کرے یا نہ کرے؟ اگر مرحوم ایک ایسے گھر میں مقیم تھا جو اس کے باپ کا ترکہ ہے جس میں دو بھائی بھی اپنی بیوی بچوں سمیت مقیم ہوں تو اس صورت میں اس کی بیوہ نامحرم دیوروں کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ جبکہ اس گھر میں اس کا محرم صرف اس کا تین سالہ بیٹا ہی ہو؟

الجواب بعون الوہاب: اس سوال کے تین حصے ہیں (۱) بچے کی پرورش ماں کا حق ہے یا چچاؤں کا؟ (۲) بچے اور بیوہ کا متوفی کے مال میں کتنا حصہ (۳) عورت خاوند کی وفات کے بعد خاوند کے گھر میں دیوروں کے ساتھ رہ سکتی ہے یا نہیں؟ ان کے جواب ترتیب وار ملاحظہ فرمائیں۔

(1) حدیث میں ہے: ان امرأة قالت یارسول الله ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء وثديي له سقاء وحجری له حواء وان اباه طلقنی واراد ان ینتزعه منی فقال لها رسول الله انت احق به مالم تنکحی. ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ جو میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا میرے پستان اسکے لیے مشکیزہ تھے میری گودی اسکے لیے جائے قرار تھی اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی اور اب وہ مجھ سے اس بچہ کو چھین لینا چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو آگے دوسرا نکاح نہیں کر لیتی اس وقت تک تو ہی اس کی زیادہ حقدار ہے۔'' (ابوداود باب من احق بالولد ص 398 رقم الحدیث 2276) اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بچہ ماں کے پاس ہی رہے گا جب تک وہ آگے نکاح نہیں کر لیتی، ایسی صورت میں جب باپ اپنا بیٹا نہیں لے سکتا چچا تو بالاولی اس کے حقدار نہیں۔ اسی طرح ماں کے نکاح کے بعد بچے کی مصلحت کو مدنظر رکھا جائے گا کہ اس کی پرورش ماں احسن انداز سے کر سکتی ہو تو پھر ماں ہی پرورش کرے گی۔ بصورت دیگر بچے کی پرورش کا وہ حقدار ہوگا جو کہ اس کا خیرخواہ ہو۔ (2) میت کے ورثاء سے ایک بیٹا اور بیوہ ہے ان میں میت کا ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا، بیوہ کو میت کے ترکہ سے آٹھواں 1/8 حصہ ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فان کان لکم ولد فلهن الثمن مما ترکتم من بعد وصیة توصون بها او دین. ''اگر میت کی اولاد ہو تو میت کے مال سے اس کا قرض اور وصیت پوری کرنے کے بعد بیوی کو آٹھواں حصہ ملے گا'' (سورۃ النساء: 12) باقی رہا بچہ ابھی تین سال کا ہے اس کا ترکہ ماں رکھے یا چچا۔ اس میں بچہ کی مصلحت کو دیکھا جائے گا اگر چچے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اس میں بچے کی مصلحت ہو تو پھر وہ بچہ کا خرچ مقرر کر کے بچہ کی ماں کو دیں اور دوسرا ترکہ اپنے پاس بطور امانت رکھیں جب بچہ مال سنبھالنے کے قابل ہو جائے تو اس کے حوالہ کر دیا جائے اگر چچاؤں کے پاس ترکہ رکھنے میں مصلحت اور خیرخواہی نہ ہو تو پھر جہاں مصلحت اور خیرخواہی ہو یعنی ماں یا اس کے علاوہ کسی اور کے پاس اس کو یہ ترکہ اور مال دیا جا سکتا ہے۔ (3) فریعہ بنت مالک کا شوہر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کی تلاش میں نکلا انہوں نے اسے قتل کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے میکے لوٹ جانے کے متعلق دریافت کیا کیونکہ میرے شوہر نے اپنی ملکیت میں کوئی گھر نہیں چھوڑا اور نہ ہی نفقہ چھوڑا آپ ﷺ نے اسے میکے جانے کی اجازت دے دی، جب وہاں سے واپس آنے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: امکثی فی بیتک حتی یبلغ الکتاب اجله تم اپنے مکان میں ہی رہو جب تک تمہاری عدت پوری نہ ہو جائے، فریعہ کہتی ہیں میں نے عدت چار ماہ دس دن اسی مکان میں پوری کی، مزید فرماتی ہیں اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے بھی اس کے مطابق فیصلہ کیا (ابوداود باب فی المتوفی عنها تنتقل ص 402 رقم الحدیث 2300) اس حدیث مبارکہ سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ عورت خاوند کی وفات کے وقت جس مکان میں تھی یا جہاں اسے اس کی وفات کی اطلاع ملی وہاں عدت گزارے ہاں اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو یعنی عورت کی وہاں عزت محفوظ نہیں یا اسے وہاں ضروریات زندگی میسر نہیں تو پھر وہ دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے۔ صورت مسؤلہ میں عورت کو اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہیں اور اس کی عزت نفس محفوظ ہو تو پھر عورت اس مکان میں زندگی بسر کر سکتی ہے اور اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو پھر وہ کسی ایسے مقام پر رہے جہاں اسے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ فقط

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 30) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اطاعت کرو اور اپنے (مسلم) حکمرانوں کی بھی، پھر اگر تمہارا کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اسی میں بہتری ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی یہ اچھا ہے۔'' (۵۹)

مشکل الفاظ کے معانی:

اُولِي الْاَمْرِ: حکمران

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ: پھر اگر تمہارا جھگڑا ہو جائے

فَرُدُّوْهُ: تو اسے لوٹا دو تَاْوِيْلًا: انجام

ماقبل سے مناسبت: سابقہ آیت مبارکہ میں اعمال صالحہ (امانت داری، عدل وانصاف) کا ذکر تھا۔ اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اعمال صالحہ کی قبولیت کے لیے شرط اول قرار دیا گیا ہے کہ جو اعمال کتاب وسنت کے مطابق ہوں گے انہی کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازیں گے اور جو اعمال اخلاص وسنت کی موافقت سے خالی ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول ہیں۔

التوضیح: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ تعالیٰ نے اسلامی ریاست کی بنیاد کے چار اصول بتلائے ہیں اگر ریاست کا قیام ان اصولوں پر ہو اور سختی سے ان پر کاربند رہا جائے تو وہ ایک کامیاب ریاست کہلاتی ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رعایا ایک پرسکون زندگی بسر کرتی ہے اگر ان چار بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو ریاست بدنظمی اور دیگر کئی مسائل کا شکار ہو جاتی ہے جس سے رعایا کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔

چار اصول:

(1) اللہ تعالیٰ کی اطاعت (2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

(3) مسلمان حکمرانوں کی اطاعت (4) حاکم اور رعایا کے اختلاف کی صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرنا

(1) اللہ تعالیٰ کی اطاعت: اس کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اور وہ کسی کا محتاج نہیں جبکہ ساری کائنات اس کی محتاج ہے، اس لیے تمام قانونی اور سیاسی اختیارات کا حقیقی مالک بھی صرف اسے ہی ہونا چاہیے، قانون سازی حلت اور حرمت، اوامر ونواہی کے اختیارات بھی اسی کے لیے خاص ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی اپنی ہی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ اس دنیا میں جتنے بھی سیاسی نظام رائج ہیں ان میں مقتدر اعلیٰ کوئی انسان یا ادارہ ہوتا ہے۔ لیکن اسلامی نظام خلافت میں مقتدر اعلیٰ صرف اللہ ہی ہے یہی چیز اسلامی خلافت کو دوسرے نظاموں سے ممتاز کرتی ہے۔

(2) اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی صحیح طور پر بجا آوری اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی شرعی احکامات کی صحیح توضیح فرماتے ہوئے امت کے لیے کسی پہلو کو او جھل نہیں رکھتی۔ کیونکہ بہت سے احکامات ایسے ہیں جن کا حکم قرآن مجید میں ہے لیکن ان کی ادائیگی کے طریقے سے قرآن مجید بالکل خاموش ہے جیسے نماز، زکوٰۃ، نکاح وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا قرآن مجید کی تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گویا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ”جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی حقیقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی“ (النساء:80)

بسا اوقات کتاب اللہ کسی معاملہ میں خاموش رہتی ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں اس کا تعلق حلت وحرمت سے ہو یا قانون سے تو اس کا ماننا بھی انسان پر اسی طرح فرض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت اس پر فرض تھی کیونکہ حقیقت میں وہ حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى o اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى o ”وہ اپنی خواہش سے (شرعی امور میں) گفتگو نہیں کرتے بلکہ بذریعہ وحی وہ ان امور کو سرانجام دینے کا حکم دیتے ہیں“ (النجم:4)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ . ”اور جو (حکم) تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیں اسے لے لیا کرو اور جس سے روک دیں اس سے تم رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو“ (الحشر:7) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ ”جس نے میری اطاعت کی حقیقت میں اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی حقیقت میں اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“ (مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء ج 6 جزء 12 ص 176 رقم الحدیث 1835)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَاْبٰى؟ فَقَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى. ”میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جس نے (جنت میں جانے سے) انکار کردیا، عرض کیا گیا (جنت میں جانے سے) انکار کون کرتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائیں گے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کردیا“ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء ج 25 ص 28 رقم الحدیث 7280)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اس آدمی نے جواب دیا میں ایسا نہیں کرسکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا اللہ کرے) کہ تجھ سے ایسا نہ ہوسکے، اس شخص نے تکبر سے یہ بات کہی تھی (کوئی شرعی عذر نہیں تھا) تو راوی کہتا ہے پھر وہ شخص (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم کتاب لأشربۃ باب آداب الطعام والشراب ج 7 جزء 13 ص 160 رقم الحدیث 2021)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اس کے پاس میرے حکم میں سے کوئی حکم آئے ان چیزوں میں سے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا میں نے منع کیا ہے تو وہ یہ کہے کہ ہم نہیں جانتے ہم تو اس کی پیروی کریں گے جو اللہ کی کتاب میں پائیں گے

(سنن ابی داود کتاب السنۃ باب لزوم السنۃ رقم الحدیث 4605)

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے حاکم وقت بشیر بن مروان کو (دوران خطبہ جمعہ) منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اللہ خراب کرے ان دونوں ہاتھوں کو، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا اور حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔ (مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوۃ والخطبۃ ج 3 جزء 6 ص 134 رقم الحدیث 874)

<u>مسلمان حکمرانوں کی اطاعت</u>: اللہ تعالیٰ نے مسلمان حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اس مقام پر لفظ ”اولی الامر“ استعمال کیا ہے۔ اولی الامر سے مراد ہر وہ انسان ہے جو کسی ذمہ دارانہ منصب پر فائز ہوں اور ان کا تعلق انتظامیہ، عدلیہ، یا علماء مجتہدین سے ہو لیکن اولی الامر کی اطاعت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشروط کیا ہے، اگر ان کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو پھر ان کی اطاعت فرض نہیں رہتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کا امیر ایک انصاری صحابی عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور لشکر کو ان کی اطاعت کا حکم دیا، امیر کسی بات پر لشکر سے ناراض ہو کر کہنے لگے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا تھا؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ امیر نے کہا لکڑیاں جمع کرکے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو، جب انہوں نے لکڑیاں جمع کرکے آگ لگادی اور آگ میں کودنے لگے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ان میں سے کسی ایک نے کہا ہم نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آگ سے بچنے کے لیے ہی کی تھی تو کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرکے بھی آگ میں داخل ہوں، انہوں نے یہ کہہ کر آگ میں داخل ہونے سے انکار کردیا تو جب

یہ معاملہ عدالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے، امیر کی اطاعت تو اچھے کاموں میں ہے۔ (بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصية ج 24 ص 105 رقم الحدیث 7145) ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: لَاطَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ. "اطاعت تو نیکی میں جہاں اللہ کی نافرمانی وہاں (مخلوق کی) اطاعت جائز نہیں۔"

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية ج6 جزء 12 ص 179 رقم الحدیث 1840)

نوٹ: قرآن مجید میں لفظ اللہ اور رسول کے ساتھ لفظ اطاعت بولا گیا ہے لیکن لفظ "اولی الامر" کو لفظ اطاعت کے بغیر ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مستقل ہے۔ جبکہ امراء کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مشروط ہے یعنی اگر وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حکم دیں تو ان کی اطاعت سے منع کر دیا گیا ہے۔

اطاعت امیر اور اس کی اہمیت: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شخص پر امیر کا حکم ماننا ضروری ہے خواہ وہ اسے پسند ہو یا ناپسند ہو جب تک کہ وہ اسے گناہ کا حکم نہ دے، اگر امیر اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر ایسے امیر کا حکم سننا اور ماننا جائز نہیں۔ (بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للامام ج 24 ص 150 رقم الحدیث 7144) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَوِاسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَأَطِيْعُوْا. "اگر تم پر کسی غلام کو بھی امیر بنا دیا جائے کہ جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو اس کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو" (مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء ج6 جزء 12 ص 178 رقم الحدیث 1838)

(4) اسلامی حکومت کی چوتھی اساسی بنیاد یہ ہے کہ اگر حاکم اور رعایا کے درمیان تنازعہ ہو جائے تو اس کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دیا جائے یعنی اس میں حتمی اور قطعی فیصلہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور یہ ایک مومن کے ایمان کی علامت ہے۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبویؐ کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان اس میں رکاوٹ تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو کہا بلکہ مجبور کیا کہ انہیں وہ جائز قیمت لے کر مکان دے دیں لیکن ابی بن کعبؓ آمادہ نہ ہوئے تو جب تنازعہ بڑھ گیا تو فریقین نے زید بن ثابتؓ کو اپنا ثالث بنایا۔ مسئلہ یہ تھا کہ اسلام انفرادی ملکیت کو کس قدر تحفظ دیتا ہے اور آیا اجتماعی مفاد کی خاطر انفرادی مفاد کو قربان کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ سیدنا زید بن ثابتؓ نے کتاب وسنت کی روشنی میں فیصلہ حضرت عمرؓ کے خلاف دے دیا مقدمہ جیت لینے کے بعد حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنا مکان بلا قیمت ہی مسجد کی توسیع کے لیے دے دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک ایسی عورت کو زانیہ سمجھ کر رجم کرنے کا ارادہ کیا کہ جس کے ہاں (نکاح کے) چھ ماہ بعد بچے کی ولادت ہوئی، اس عورت کی بہن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ عمرؓ میری بہن کو رجم کرنے لگے ہیں، کیا آپ میری بہن کے لیے کوئی عذر پاتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یقیناً اس کے پاس شرعی عذر ہے اس عورت نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ حضرت علیؓ تو میری بہن کو بے گناہ قرار دیتے ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اس کے پاس شرعی عذر کونسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ اور فرمایا: وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا. "مائیں اپنی اولاد کو مکمل دو سال دودھ پلائیں (24 مہینے) اور ایک مقام پر فرمایا کہ اس کے دودھ اور حمل کی مدت 30 مہینے ہے۔" اسی طرح 24 ماہ اس کی دودھ کی مدت اور 6 ماہ حمل کی تو آپ کیسے اس کو رجم کریں گے (معلوم ہوا کہ حمل کی کم از کم مدت 6 ماہ ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے ہاں دوسرے بچے کی ولادت بھی چھ ماہ بعد ہوئی۔

(المصنف لعبدالرزاق باب التی تضع لستہ أشھر ج7 ص 350 رقم الحدیث 13444)

سیاسی تنازعات اور ان کا حل: بعض اوقات تنازعہ سیاسی انداز کا ہوتا ہے جو دو قوموں دو ملکوں یا دو گروہوں کے درمیان ہوتا ہے، اس قسم کے تنازعات امت کی وحدت کو پاش پاش کر دیتے ہیں جبکہ جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشکیل فرمائی اس میں حبشی، رومی، فارسی، عربی، گورے اور کالے سب بنیادی طور پر ہم مرتبہ تھے، فضیلت اگر کسی کو حاصل تھی بھی تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر تھی لیکن آج مسلمان بھی وطن اور زبان کے اختلاف کے بنیاد پر قوموں کی جداگانہ تشکیل کے یورپی جال میں پھنس گئے ہیں۔ وطن پرستی، زبان پرستی، قوم پرستی، آج معبود باطل کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں کہ جن کی خاطر قتل وغارت عام ہے۔ اس فتنہ اور لعنت سے بچنے کا واحد طریقہ کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو کر اپنے فیصلے کتاب وسنت کی روشنی میں کرنے میں ہی ہے

مذہبی تنازعات اور ان کا حل: اختلافات کی تیسری بڑی قسم فقہی اور مذہبی اختلافات ہیں، موجودہ دور میں چار فقہیں یا چار مذاہب رائج ہیں اور ہر فقہ پر چلنے والے دوسرے کو غلط اور خود کو صحیح قرار دینے پر اصرار کیے ہوئے ہیں اور باہمی بغض وعناد اور تعصب عروج پر ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن اور سنت سب کے لیے یکساں ہے، یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ دین کی بنیاد فقہ یا قیاس پر نہیں ہے اس لیے کسی بھی مخصوص فقہ پر اصرار کرنا مناسب نہیں۔ اس لیے مذہبی تنازعات کو ختم کرنے کا واحد حل یہی ہے کہ ہر فقہ کے مسئلہ کو قرآن وسنت پر پیش کیا جائے اور تعصب سے بالاتر ہو کر اس مسئلہ کو شرح صدر سے قبول کرنا چاہیے جو کتاب وسنت کے زیادہ قریب ہو۔

عام تنازعات: بعض دفعہ تنازع ذاتی یا انفرادی نوعیت کا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور بھی تنازعات کی کئی اقسام ہیں خواہ ان کا تعلق اولی الامر سے ہو یا نہ ہو کسی بھی قسم کا تنازعہ ہو اس کا واحد حل یہی ہے کہ انہیں کتاب وسنت پر پیش کیا جائے اور ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کتاب وسنت کے فیصلے کو شرح صدر سے قبول کر لیا جائے پھر فرمایا: ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ اختلاف کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانا یعنی کتاب وسنت کی طرف لوٹا کر کتاب وسنت سے مسائل کا حل تلاش کرنا فریقین کے لیے دنیاوی اور اخروی انجام کے لحاظ سے بہت ہی اچھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ فرماتے ہیں: اَلرُّجُوْعُ اِلَی الْحَقِّ خَیْرٌ مِّنَ التَّمَادِیْ فِی الْبَاطِلِ۔ ”اختلاف کے وقت کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا باطل پر اصرار کرنے سے بہتر ہے“

(تفسیر قرطبی ج 6 ص 433...... تفسیر ابی لیث ج 1 ص 363)

اخذ شدہ مسائل:

1۔ اہل ایمان پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے

2۔ اولی الامر کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

3۔ اگر امیر کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہو تو پھر ان کی اطاعت فرض ہے اگر کتاب وسنت سے ان کا حکم متصادم ہو تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں۔

4۔ اختلاف کی صورت میں تمام ذاتی مصلحتوں کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے جس کی بناء پر دنیا اور آخرت میں انسان پشیمانیوں سے محفوظ رہتا ہے۔ 5۔ باہمی تنازعے کی صورت میں کتاب وسنت کی طرف وہی رجوع کرتا ہے جس کا اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہے۔

☆......☆......☆

دفاع پاکستان کونسل کا اکوڑہ خٹک نوشہرہ میں سربراہی اجلاس

مورخہ 5-6-12 کو اکوڑہ خٹک نوشہرہ میں دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ میں منعقد ہوا۔ کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے پشاور سے جماعت اہل حدیث کے صوبائی امیر پروفیسر ثناء اللہ خان اور جماعت کے صوبائی ناظم اعلیٰ محمد ادریس خلیل اجلاس میں شرکت کے لیے اکوڑہ خٹک پہنچے تو مدرسہ حقانیہ کی انتظامیہ نے استقبال کیا۔ پروفیسر ثناء اللہ خان صاحب نے کمزوری صحت اور بیماری کے باوجود کونسل کے اجلاس میں شرکت کی۔ صوبائی امیر ثناء اللہ خان سے جماعت اسلامی کے امیر سید منور حسن، سیکرٹری جنرل لیاقت بلوچ اور جماعۃ الدعوۃ کے امیر حافظ سعید ملے۔ مولانا سمیع الحق نے پروفیسر ثناء اللہ خان سے حافظ عبدالغفار روپڑی صاحب کا پوچھا تو صوبائی امیر نے کہا کہ حافظ کچھ ضروری مصروفیات کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے۔

دفاع پاکستان کونسل کا باقاعدہ رسمی اجلاس مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ میں تقریباً 1:30 بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کونسل کے چیئرمین اجلاس کے ایجنڈے میں امریکی ڈرون حملے، امریکہ کے ایجنسیوں اور ان کے اہلکاروں کو کھلی چھٹی، ان تین مہینوں کے پروگرام کے کونسل کو فعال رکھا جائے، کونسل کے اجلاس کی صدارت حافظ محمد سعید نے کرتے ہوئے کہا بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینا کشمیر کاز سے غداری اور بے وفائی ہوگی۔ اجلاس میں متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ ملک میں لاقانونیت، مہنگائی، کرپشن، ڈرون حملے، بھارت کے ساتھ تجارت اور مسئلہ کشمیر پر حکومت کی بے بسی پر شعور عوام میں اجاگر کرنے کے لیے ملک کے تمام بڑے صوبائی صدر مقام پر علماء کونشن منعقد کیے جائیں گے۔ دفاع پاکستان کونسل کے فیصلہ کے مطابق پہلا علماء کونشن 17 جون اسلام آباد لال مسجد میں ہوگا جس میں کونسل کے تمام قائدین خطاب فرمائیں گے۔ دوسرا علماء کنونشن 15 جولائی کو دفاع پاکستان کونسل کے زیر اہتمام مظفر آباد میں جلسہ عام منعقد ہوگا 14 جولائی کو کونسل کے سربراہان کا اجلاس ہوگا اس جلسہ اور میٹنگ کی میزبانی آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم عتیق الرحمٰن کریں گے۔ 15 جون کو ڈرون حملوں کے خلاف پشاور میں دفاع پاکستان کونسل کا مظاہرہ ہوگا۔ میٹنگ میں جماعت اہل حدیث کی طرف سے صوبائی ناظم محمد ادریس خلیل نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میٹنگ کے اختتام پر مولانا سمیع الحق کی طرف سے پر تکلف ظہرانہ کا اہتمام تھا، ظہر کی نماز سید منور حسن نے پڑھائی جبکہ عصر کی جمع بین صلاتین جناب حافظ محمد سعید نے پڑھائی اس کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(محمد ادریس خلیل صوبائی ناظم اعلیٰ پشاور)

معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

معراج کی چند عظیم نشانیاں

حافظ صلاح الدین یوسف

قرآن مجید میں اسراء (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا بذریعہ براق سفر) کا مقصد یہ بتلایا گیا ہے: ﴿لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا﴾ (بنی اسرائیل:1) اسی طرح سورۂ نجم میں معراج (سیر آسمانی) کی بعض تفصیلات بیان کی گئی ہیں، فرمایا: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ﴾ (النجم:18)

"اللہ کے پیغمبر نے (وہاں) اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں"

ان دونوں آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسراء و معراج کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بہت سی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔ ان میں سے چند بڑی نشانیاں حسب ذیل ہیں:

☆......شق صدر کے بعد نبی ﷺ کے قلب اطہر کا نکالنا اور پھر اسے دھو کر دوبارہ اپنے مقام پر رکھ دینا، بھی ایک عظیم نشانی ہے کیوں کہ اس دور میں تو طب وسائنس کی وہ ترقی نہیں تھی جو آج کل عام ہے۔ اس دور میں دل کا اپنے مقام سے باہر نکال لینا موت کے مترادف تھا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہیں ہوا یہ اللہ کا حکم اور اس کی مشیت تھی۔ اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے آپ کی زندگی محفوظ ہی رہی تا آنکہ آپ کا دل ایمان و حکمت سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا گیا۔

☆......دوسری بڑی نشانی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے براق جیسی برق رفتار سواری کا انتظام کرنا تھا جس نے ڈیڑھ دو مہینے کے سفر کو رات کے ایک نہایت قلیل حصے میں طے کرا دیا۔

☆ تیسری بڑی نشانی: معراج (سیڑھی) کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر لے جانا ہے۔ یہ کیسی عظیم الشان سیڑھی ہوگی جو آسمانوں پر چڑھنے کے لیے آپ کو مہیا کی گئی، براق کو آپ نے بیت المقدس میں باندھ دیا تھا، آسمانوں سے واپس آنے کے بعد آپ نے دوبارہ بیت المقدس سے مسجد حرام تک کا سفر اسی براق پر کیا۔

☆......چوتھی بڑی نشانی: بیت المقدس میں تمام انبیاء کا جمع کرنا اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا، یہ واقعہ چاہے آسمانوں پر جانے سے پہلے کا ہو یا آسمانوں سے واپسی پر (جیسا کہ اس میں اختلاف ہے) اس کی اہمیت واضح ہے۔

☆......پھر ایک انسان کا آسمانوں پر عروج بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، یہ بجائے خود ایک بہت عظیم نشانی ہے۔

☆......پھر آسمانوں پر جلیل القدر انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتوں کا خصوصی اہتمام بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان کا اظہار اور ایک عظیم نشانی کا مشاہدہ ہے۔

☆......سدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ جو مقام انتہاء ہے، بالائی چیزوں کا بھی اور ارضی چیزوں کا بھی۔ اس سے اوپر کی چیزیں بھی جنہیں نیچے اترنا ہوتا ہے ان کا نزول پہلے یہاں ہوتا ہے: فرشتے اسے یہاں سے وصول کر کے اس کے مطابق کارروائی کرتے ہیں اور نیچے زمین سے اوپر (آسمانوں) کو جانے والی چیزیں بھی یہاں آ کر ٹھہر جاتی ہے اور پھر اس کے بعد ان کو جہاں لے جانا ہوتا ہے، لے جایا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے یہ بہت ہی اہم مقام اور نہایت اہم مرکز ہے۔ علاوہ ازیں یہ مرکز تجلیات الٰہی بھی ہے۔ اس کے گرد سونے کے پروانے محو پرواز رہتے ہیں۔ اس کے حسن و جمال اور رعنائی منظر کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اسی کے پاس جنت الماویٰ بھی ہے۔ اسی جگہ پر (صَرِيفُ الْأَقْلَامِ) "قلموں کے چلنے کی آوازیں" بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تھیں جس کا مطلب ہے کہ یہیں فرشتے لوح محفوظ سے قضا و قدر کے فیصلے نوٹ کرتے ہیں۔ اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تین چیزیں ملیں جو شب معراج کے خاص تحفے ہیں اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا یہاں چار نہریں بھی دیکھیں جن کے سوتے اسی مقام پر ہیں گویا سدرۃ المنتہیٰ بہت سے مشاہدات کو مجموعہ اور عجائبات آسمانی کا مظہر ہے۔

☆......ساتویں آسمان پر بیت المعمور دیکھا جو فرشتوں کی عبادت گاہ ہے جس سے اللہ کی اس نورانی مخلوق کی عظمت و کثرت کا مشاہدہ ہوا کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس میں عبادت کے لیے آتے ہیں، پھر قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آتی۔

☆...... جنت دوزخ اور اس کے بعض مناظر کا مشاہدہ جس کی تفصیل آ گے آرہی ہے۔

☆اور یہ سب کچھ رات کے ایک نہایت ہی قلیل حصے میں ہوا جس کے لیے مہینوں درکار تھے بلکہ کسی انسان کے یہ بس میں ہی نہیں تھا کہ وہ ان عجائبات کو دیکھ سکے جن کا مشاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں کرایا گیا۔

معراج کے مزید چند مستند مشاہدات:

مذکورہ دس نکتوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں ہر ایک نکتہ اور پہلو، ایک عظیم نشانی ہے اور ان کا مشاہدہ فی الواقع: ﴿لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا﴾ اور ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ کا مصداق ومظہر ہے۔ تاہم ان کے علاوہ بھی کچھ اور مشاہدات ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عظیم معجزاتی سفر میں کیے۔ ان میں سے جو سنداً صحیح ہیں، ان میں سے چند اہم واقعات حسب ذیل ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی، اس رات کو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔'' [صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ، حدیث: ۲۳۷۵]

قبر، یعنی برزخ میں آپ کو مشاہدہ کروایا گیا، اس سے برزخ کی زندگی کا اثبات ہوتا ہے جو ہر انسان کو حاصل ہوتی ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔ انبیاء علیہم السلام تو تمام انسانوں میں افضل ہوتے ہیں، اس لیے یقیناً یہ برزخی زندگی انہیں دوسرے عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر انداز سے حاصل ہوتی ہوگی لیکن یہ زندگی کس قسم کی ہے؟ اس کی نوعیت و کیفیت کیسی ہے؟ اس کی تفصیل کا ہمیں علم ہے نہ ہم اسے بیان کر سکتے ہیں، تاہم اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ وہ دنیوی زندگی ہی کی طرح ہے بلکہ اس سے زیادہ قوی ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر انہیں منوں مٹی کے نیچے دبا کر رکھنے کی ضرورت کیا ہے؟

داروغۂ جہنم اور دجال کا مشاہدہ:

آپ کو داروغۂ جہنم جس کا نام مالک ہے، اور دجال جس کا خروج قیامت کے قریب ہوگا، ان دونوں کا مشاہدہ بھی اسی رات کی نشانیوں کے طور پر کرایا گیا۔ [صحیح مسلم، باب الاسرا، حدیث: ۱۶۵]

جنت کا مشاہدہ:

سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اور وہاں بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ) (صحیح مسلم الایمان، باب الاسراء برسول الله ﷺ، حدیث: ۱۶۳)

''پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ موتیوں کے قبے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے۔''

کوثر نہر کا مشاہدہ:

جنت میں آپ نے کوثر نہر کا مشاہدہ فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَتَيْتُ عَلَى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٌ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ.) (صحیح البخاری، التفسیر، باب، تفسیر سورۃ الکوثر، حدیث: ۴۹۶۴)

''میں ایک نہر پر آیا اس کے دونوں کنارے موتیوں کے قبوں کے تھے، میں نے پوچھا جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا، یہ کوثر ہے''

• حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بَيْنَمَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِيبُهُ أَوْ طِينُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ.) (صحیح البخاری، الرقاق، باب فی الحوض، حدیث: ۶۵۸۱)

''میں ایک وقت جنت کی سیر کر رہا تھا کہ میں نے وہاں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے جوف دار موتیوں کے قبے تھے۔ میں نے پوچھا، جبریل! یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے، اس کی مٹی خوشبودار کستوری ہے۔''

ایک تیسری روایت ہے جس کا راوی شریک بن عبداللہ ابی نمر ہے۔ اس کی روایت اوہام کا مجموعہ ہے اس میں اسے پہلے آسمان کے مشاہدات میں بیان کیا گیا ہے۔

(صحیح البخاری، التوحید، باب: ۳۷، حدیث: ۷۵۱۷)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شریک کی روایت کے جن دس سے زیادہ اوہام کا ذکر کیا ہے، انہی اوہام میں سے ایک وہم نہر کوثر کا ذکر پہلے آسمان پر کرنا ہے۔ (فتح الباری، ج: ۱۳، ص: ۵۹۳)

بہر حال ان روایات سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ کوثر نہر جنت میں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر جنت میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روز محشر میدان حشر میں ایک حوض

عطا کیا جائے گا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور اس میں رکھے ہوئے آبخورے، آسمان کے تاروں کی طرح ان گنت ہوں گے جو اس سے ایک دفعہ پانی پی لے گا، کبھی پیاسا نہیں ہوگا (صحیح البخاری، الرقاق، باب الحوض، حدیث:٦٥٧٩)

اس حوض کو بھی حوض کوثر کہا جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حوض جنت میں متصل ایک جانب ہوگا اور اس میں پانی جنت کے اندرون جو نہر کوثر ہے اس سے آئے گا۔ (فتح الباری، ج: ۱، ص: ٥٦٧)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سننا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ جنت میں گئے تو جنت کی ایک جانب سے آپ نے قدموں کی آہٹ سنی۔ آپ نے پوچھا: ”جبریئل! یہ کیا ہے؟“ جبریل نے کہا: ”یہ بلال مؤذن کی آواز ہے۔“ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آنے کے بعد لوگوں کو بتلایا: ”بلال کامیاب ہوگیا، میں نے اسے (جنت میں) اس طرح دیکھا ہے۔“

(الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: ۲۰، ص: ۲۵۴، ۲۵۵، مطبوعہ مصر)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب ”صدیق“ کی وجہ تسمیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو جب یہ بیان کیا کہ وہ رات کو اس طرح مسجد اقصیٰ گئے اور وہاں سے آسمانوں پر گئے تو بہت سے لوگوں نے اس پر یقین نہیں کیا حتی کہ بعض نئے نئے ایمان لانے والے بھی یہ واقعہ سن کر ایمان سے پھر گئے، اور دوڑے دوڑے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: تم نے سنا، تمہارے ساتھی (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کی سیر کر کے آئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر انھوں نے کہا ہے تو واقعی سچ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے ہی واپس بھی آگئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں تو ان کی اس سے بھی زیادہ بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی صبح وشام ان باتوں کی تصدیق کرتا ہوں جو آسمان سے ان کے پاس آتی ہیں، چنانچہ اسی وجہ سے ابوبکر کا نام الصدیق رکھ دیا گیا

(الصحیحۃ للالبانی: ۲/۲۱۵، رقم الحدیث: ۳۰۶)

مشاطہ فرعون کا حسن انجام:

مشاطہ کے معنی ہیں، بالوں کو بنانے سنوارنے والی، بالوں میں کنگھی پھیرنے والی فرعون نے اپنے اہل خانہ کی خدمت کے لیے مشاطہ (جسے آج کل کی اصطلاح میں بیوٹی پارلر کہا جاسکتا ہے) رکھی ہوئی تھی یہ فرعون کو نہیں بلکہ اللہ کو رب ماننے والی تھی۔ یہ ایک مرتبہ فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے ”فرعون ہلاک ہو“ تو بیٹی نے یہ بات اپنے باپ فرعون کو بتلا دی جس پر اس نے اسے قتل کروا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معراج کی رات میں نے ایک بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس کی تو میں نے پوچھا: ”جبریل! یہ خوشبو کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: ”یہ مشاطہ، اس کا خاوند اور اس کی بیٹی ہے۔“

(الاسراء والمعراج للالبانی، ص: ٥٦)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا ایک اور شاہد ہے، جس سے اسے تقویت مل جاتی ہے۔

(الاسراء والمعراج للالبانی، ص: ٥٧)

حجامت (سینگی لگوانے) کی اہمیت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی بابت فرمایا: (مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بِمَلَإٍ، إِلَّا قَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ.) ”میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔ (سنن ابن ماجہ الطب، باب الحجامۃ حدیث: ۳۴۷۹ والصحیحۃ للالبانی، حدیث: ۲۲۶۳)

سینگی لگانے کو پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں۔ جس کا مطلب نشتر یا استرے سے جسم کو گود کر جسم سے خون نکالنا ہے۔ (نور اللغات)

یہ ایک طریقہ علاج ہے جس سے فاسد خون نکل جاتا ہے اور فاسد خون کے نکل جانے سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے یہ بہت کامیاب طریقہ علاج تھا۔ لیکن یونانی حکمت اور طریقہ علاج کے زوال پذیر ہونے کے ساتھ ہی یہ طریقہ علاج بھی تقریباً متروک ہوگیا ہے۔ نبیؐ ”میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔ آپ ”میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔ کے زمانے میں بھی یہ طریقہ علاج رائج تھا اور آپ نے خود بھی کئی مرتبہ سینگی لگوائی ہے۔ جس کو عربی میں ”حجامت“ کہتے ہیں۔ اس حدیث معراج سے بھی اس طریقہ

علاج کی اہمیت وفضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر:

یہ تو پہلے گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک موقع شب معراج کا ہے، جس میں آپ نے جبریل کو سبز رنگ کے ریشمی لباس میں دیکھا جس نے آسمانی افق (کناروں) کو بھر دیا تھا۔

(صحیح البخاری، تفسیر سورۃ النجم، حدیث: ۴۸۵۸)

لیکن اسی معراج کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمایا اور یہ وہ منظر تھا جب جبریل علیہ السلام پر اللہ کی خشیت طاری تھی اسی خشیت الٰہی نے انھیں ایسے کر دیا تھا جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (مَرَرْتُ بِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِالْمَلَإِ الْأَعْلَى، وَهُوَ كَالْحِلْسِ الْبَالِي مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ.) (الصحیحۃ: ۳۶۲/۵ حدیث: ۲۲۸۹) "میں شب معراج کو ملا اعلیٰ (فرشتوں کی مجلس) جبریل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے تھے جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ ﷺ کے نام خصوصی پیغام:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ.)

"معراج کو میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انھوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو بتلایئے کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ ہے، پانی میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشت کرنے کی ضرورت ہے) اس کی کاشت کاری: (سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ) ہے۔" (جامع الترمذی، الدعوات، باب أن غراس الجنة...... حدیث: ۳۴۶۲)

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کی فضیلت:

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی ﷺ سے فرمایا:

(مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ، وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ، قَالَ: وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.) (مسند احمد: ۴۱۷/۵)

"اپنی امت سے کہیں کہ وہ جنت میں خوب کاشت کاری کریں اس لیے کہ اس کی مٹی بڑی عمدہ ہے اور اس کی زمین فراخ ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: "جنت کی کاشت کاری کیا ہے؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ] ۔" مذکورہ دونوں روایتوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر صحیح قرار دیا ہے۔

(الصحیحۃ، ج: ۱، ص: ۱۶۵، ۱۶۶، حدیث: ۱۰۵ والاسراء والمعراج، ص: ۹۹، ۱۰۷)

بقیہ اداریہ

ظلم ملاحظہ فرمایئے! اکہ افتخار چوہدری نہ بیٹے کی بات مانے گا، نہ رشوت نہ سفارش پھر آخر ڈاکٹر ارسلان کو پیسے کیوں دیتا رہا محض اس لیے کہ افتخار چوہدری بیٹے کی وجہ سے بلیک میل ہو کر میرے کیسز میرے حق میں کردیں گے۔ ایک اتنا بڑا بلیک میلر کہتا ہے کہ ارسلان اسے بلیک مل کرتا رہا ہے، خفیہ وڈیو کیمروں کے ذریعے خفیہ تصویریں ارسلان کی بنتی رہیں اور نہ معلوم ان میں مکسنگ کرکے کیا کچھ فرضی بنالیا گیا ہوگا اور بلیک میل ارسلان کرتا رہا؟

حد یہ ہے کہ ایک طرف کہتا ہے کہ چیف صاحب انتہائی ایماندار ہیں اور دوسری طرف ان سے براہ راست تین سوال کرکے ان کی دیانتداری کو مجروح کرنے کی کوشش کرتا ہے، اب پوری سپریم کورٹ پر حملے کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سپریم کورٹس کو ارسلان نے اپنے کنٹرول میں کیا ہوا ہے، یہ تو توہین عدالت کے نوٹس کے جواب میں آپ خود ہی بھگتو گے۔ جناب چیف صاحب آپ کی ذات پر یہ پہلا حملہ ضرور ہے لیکن آخری نہیں۔ یہ شور شرابا تو ختم ہو جائے گا پوری قوم نے حتیٰ کہ زرداری نے اس سے پہلو بچا لیا ہے، جنرل کیانی نے اظہار ناپسندیدگی کیا ہے، ملک ریاض اب عوامی نفرت کا شکار ہو چکا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ عدالت اس کے پے رول پر اینکر پرسنز، صحافی حضرات، سیاستدان، سٹیک ہولڈر کو بے نقاب کرکے اس کے خلاف بھی اور جن کو اپنی ناجائز خواہشات کی تکمیل کے لیے رشوت دیتا ہے انہیں بھی بے نقاب کرکے اس کے ساتھ ہی جیل بھیجا جائے چیف صاحب ابھی آپ کے خلاف اور سکینڈل بھی بنائے جائیں گے لیکن اللہ کریم کی مدد اور عوام آپ کے ساتھ ہیں۔

ندوۃ العلماء کے اصحاب ثلاثہ

مولانا سید سلیمان ندویؒ — مولانا مسعود عالم ندویؒ — مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 7

یکم مارچ ۱۹۵۴ء کو اپنے پاسپورٹ کی تجدید کے سلسلہ میں کراچی روانہ ہوئے، کیونکہ ۲۴ جون ۱۹۵۴ء کو اس کی مدت ختم ہو رہی تھی کراچی میں آپ کا قیام اپنے دوست حکیم نصیر الدین ندوی مالک نظامی کے ہاں ہوا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء کو پیر الٰہی بخش کالونی کراچی میں جناب سلطان احمد صاحب کی رہائش پر منتقل ہو گئے۔ جہاں جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس تھا، تین دن تک شوریٰ کی کاروائیوں میں حصہ لیتے رہے۔

۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء کی شام کو مالیاتی کمیٹی کا اجلاس تھا اس اجلاس میں طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے، تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شام آپ کو مرض کا شدید دورہ پڑا۔ 9 بجے کے قریب کسی مدد یا سہارے کے بغیر بیت الخلاء گئے، واپس آ کر بستر پر لیٹ گئے، طبیعت بہت زیادہ نڈھال ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں یکے بعد دیگرے تین ہچکیاں آئیں جن سے طبیعت اور زیادہ بگڑ گئی، ڈاکٹر کو بلایا گیا لیکن ڈاکٹر کے آنے سے پہلے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون.

۱۷ مارچ ۱۹۵۴ء کو صبح 10 بجے دہلی کے پنجابی سوداگران کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

(ماخذ از مضمون "حالات زندگی" از مولانا محمد عاصم مرحوم۔ ماہنامہ چراغ راہ کراچی مسعود عالم ندوی نمبر ص ۱۲۷ تا ۱۴۰)

<u>مولانا مسعود عالم ندوی کا مسلک:</u>

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون جو ہفت روزہ الاعتصام لاہور (۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء) میں شائع ہوا تھا۔ جس میں مولانا مسعود عالم کے دینی مسلک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: مولانا مسعود عالم کے ذاتی حالات کا راقم کو اسی قدر علم ہے کہ آپ کے ماموں مولانا سید عبیدالکبیر بڑے جید اہل حدیث عالم تھے۔ جو بنارسی (م ۱۳۲۲ھ) کے تلمیذ رشید، ان کے دارالحدیث کے معلم اور ان کے اشاعتی کاموں میں مددگار و معاون تھے۔

مولانا مسعود عالم ندوی کی والدہ محترمہ بھی مسلک اہلحدیث میں نہایت پختہ تھیں پھر ندوہ میں ان کو شیخ تقی الدین ہلالی المراکشی استاد مل گئے۔ جو اعتقاداً و عملاً پختہ اہلحدیث ہیں، اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا مسعود عالم ندوی بنیادی طور پر اہلحدیث تھے۔

اگرچہ اسی دور ۱۹۴۰ء ...... ۱۹۴۷ء کے ملکی حالات کے نتیجے میں تحریک اسلامی کے سیاسی نظریات اور فکر و عمل میں ان پر "ندویت" غالب تھی۔ چنانچہ ایسے ہے معاملات میں تو ہم دونوں کی رائیں مختلف ہیں، مگر اس اختلاف منہاج کا ہمارے تعلقات پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ وہ اول سے آخر تک یکساں رہے اور اسی قدر نہیں بلکہ تا حیات ادارہ الاعتصام سے بھی تا حین حیات ان کا نہایت مخلصانہ رابطہ برابر قائم رہا۔ مولانا مسعود عالم کی تحریری یادگاروں میں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی تالیف "محمد بن عبدالوہاب" ایک بدنام مصلح کتاب ہے، جو جامعیت اور اخلاص میں تا حال منفرد حیثیت کی حامل ہے۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء)

<u>حواشی:</u>

1۔ علامہ سید سلیمان ندوی (شخصیت و ادبی خدمات) (ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندویؒ)
2۔ پرانے چراغ (جلد اول)............(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)
3۔ اشتراکیت اور اسلام............(مولانا مسعود عالم ندویؒ)
4۔ مکاتیب سلیمان............(مولانا مسعود عالم ندویؒ)
5۔ مولانا عبیداللہ سندھی اور ان کے افکار و نظریات پر ایک نظر (مولانا مسعود عالم ندویؒ)
6۔ تراجم علمائے حدیث ہند......(مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہرویؒ)
7۔ ماہنامہ چراغ راہ کراچی (مولانا مسعود عالم ندوی نمبر مارچ ۱۹۵۵ء) (مرتبہ مولانا محمد نعیم صدیقی)
8۔ ہفت روزہ الاعتصام لاہور (۱۰ ستمبر ۱۹۷۱ء) (مدیر مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ برصغیر پاک و ہند کی نامور شخصیت تھے بلکہ عالم اسلام اور دنیائے مغرب میں بھی آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کی شخصیت ایک انجمن کا مرتبہ رکھتی ہے۔ جنہوں نے ایک بلند پایہ، مفسر قرآن، محدث، مؤرخ، محقق، دانشور، نقاد، مبصر، انشاء پرداز، معلم، سوانح نگار، سیرت نگار، مقرر و خطیب، مبلغ و واعظ، مصنف و صحافی اور معروف سیاسی و قومی و ملی رہنما کی حیثیت سے شہرت پائی۔

مولانا علی میاں کو عربی، فارسی اور اردو پر یکساں عبور تھا یہی وجہ تھی ان کی تقریر و تحریر میں علمیت، ادبیت کے ساتھ صداقت و طہارت فضیلت و حکمت، رفعت و وسعت، فصاحت و بلاغت اور دعوت و عزیمت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ عربی زبان پر ان کو اس قدر عبور حاصل تھا کہ عرب ممالک کے جید علمائے کرام نے ان کے تبحر علمی، انشاء پردازی اور ان کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف کیا ہے۔

عربی زبان میں ان کی وسعت علمی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا علی میاں کی عمر ۱۶ سال کی تھی کہ ہفت روزہ ''توحید امرتسر'' جو مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ اس مولانا محی الدین احمد قصوری رحمہ اللہ کا مضمون ''ہندوستان کا مجدد اعظم'' کئی قسطوں میں شائع ہوا۔ مولانا علی میاں نے اس کا عربی ترجمہ اپنے برادر اکبر مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی مرحوم کی تحریک پر کیا اور اس کو اشاعت کے لیے علامہ سید رشید رضا مصری صاحب ''المنار'' کو قاہرہ (مصر) بھیجا۔

چنانچہ یہ مضمون ''المنار'' میں علامہ سید رشید رضا کے نوٹ کے ساتھ شائع ہوا۔ مولانا علی میاں خود فرماتے ہیں: اس سے بڑھ کر ایک ہندی نوعمر طالب علم کا کیا اعزاز ہوسکتا تھا کہ اس کا رسالہ علامہ سید رشید رضا مصر سے شائع کریں۔ تھوڑے عرصہ میں ''ترجمۃ الامام السید احمد بن عرفان الشہید'' کے عنوان سے وہ رسالہ چھپ کر آگیا اور میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ میری عمر اس وقت ۱۶ سال کی ہوگی یہ میری پہلی تصنیف ہے جو نہ صرف ہندوستان بلکہ مصر سے شائع ہوئی۔ (کاروان زندگی ۱/۱۱۸)

<u>مولانا علی میاں عرب علماء و دانشوروں کی نظر میں:</u>

مولانا علی میاں اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ان کی دینی و مذہبی اور علمی و تصنیفی و بین الاقوامی اسلامی خدمات کا اعتراف عرب ممالک کے علماء و زعماء نے کیا ہے۔

<u>علامہ سید قطب شہید مصریؒ:</u>

مولانا علی میاں نے عربی میں ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کا مقدمہ علامہ سید قطب شہید نے تحریر فرمایا اور اس مقدمہ میں مولانا علی میاں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''عصر حاضر کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کی جائے۔ ان میں ماضی پر اعتماد مستقبل کے بارے میں امید اور حوصلہ پیدا ہو، اس دین پر ان کا ایمان و یقین تازہ اور زندہ ہو جائے جس کا نام تو وہ لیتے ہیں لیکن اس کی حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ ان کا تعلق اس دین سے زیادہ تر نسلی اور موروثی ہے، انہوں نے اس کو سمجھنے کی بہت کم کوشش کی ہے۔ اس موضوع پر تمام قدیم و جدید لٹریچر ہیں چند کتابیں جو میری نظر سے گزری ہیں، ان میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی جدید تصنیف ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' خاص مقام رکھتی ہے۔ (مقدمہ ماذا خسر العالم) اس کتاب کا اردو ترجمہ ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر'' کے نام سے ہو چکا ہے۔

<u>ڈاکٹر محمد یونس مصریؒ:</u>

مولانا سید ابوالحسن ندویؒ پوری انسانیت کے مربی و محسن اور رہنما ہیں اور عرب و عجم ان کی دعوت و فکر سے نہ صرف آشنا بلکہ قدردان ہیں

<u>شیخ عبدالفتاح ابوغدہ:</u>

اپنے ایک مکتوب مرقومہ ۱۱ رجب ۱۴۱۰ھ الریاض (سعودی عرب) سے تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلم کی طاقت، تحریر کی تاثیر اور اخلاص کی دولت سے نوازا ہے۔ آپ کی باتیں نوجوانان ملت اسلامیہ کے دلوں کی کنجی، ان کے ارادوں اور ہمتوں کی بیداری اور کامیاب مہم جوئی کا وہ پیغام ثابت ہوتی ہیں جس سے امت مسلمہ کا پہلا قافلہ بہرہ ور تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو دولت عطا کی ہے، اپنے خلوص دل، عقل روشن اور حسن کردار کے حامل ہونے کے سبب آپ ان معانی کو بیان کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

(جاری ہے)

نماز میں رفع الیدین

شیخ الحدیث رحمت اللہ ربانی قسط نمبر 2 آخری

نماز میں رفع الیدین:

آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ بخاری ومسلم پر امت کا اتفاق ہے قرآن مجید کے بعد یہ دونوں کتابیں حدیث کی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں اوران کی حدیث کو علماء امت نے متفق علیہ حدیث کا لقب دیا ہے اور یہ اصول بھی محدثین نے قائم کیا ہے کہ حدیث کی سات اقسام ہیں سب سے اعلیٰ حدیث وہ ہے جسے امام بخاری ومسلم نے روایت کیا ہو۔اور رفع الیدین کی یہ حدیث بخاری ومسلم میں موجود ہے۔بحوالہ نخبۃ الفکر مع نزھۃ النظر ص ۳۹ اور علامہ عبدالحی لکھنوی حنفیؒ نے اپنے رسالہ الاجوبۃ الفاضلۃ الاسئلۃ العاشرۃ الکاملہ السوال السابع ص ۵۶ میں لکھا ہے۔ بخاری ومسلم کی ایسی غیر منتقد حدیث کی معارض ایک ایسی حدیث ہو جو صحت میں اس جیسی ہو اور اس کی صحت کی معتمد ائمہ نے تصریح کی ہو پس فرق اتنا ہو کہ وہ حدیث صحیحین کے علاوہ کسی دوسری کتاب کی ہے اور صحیحین کا مقابلہ کرنے والی ہے صحیحین کی حدیث کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ علماء امت کا ان کی صحت پر اتفاق ہے جبکہ دوسری کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔اجماع امت کی بناء پر بخاری ومسلم کی حدیث کو ترجیح ہے اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے گا اور اگر ضعیف حدیث کو صحیحین کی حدیث کے مقابلہ میں قبول کیا جائے یہ تو انتہائی بے انصافی اور ظلم ہے۔ جیسا کہ احناف نے عبداللہ بن مسعود کی رفع الیدین والی ضعیف حدیث کو اپنا رکھا ہے۔

جبکہ حنفیہ کا اصول یہ ہے کہ مقتضی العلم ان یعلل الحدیث الضعیف بالحدیث الصحیح علم اصول کا تقاضا یہ ہے کہ ضعیف حدیث کو صحیح حدیث کے مقابلہ میں نامقبول اور مردود قرار دیا جائے مگر یہاں احناف خود اپنے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

(بحوالہ نصب الرایہ تخریج امام زیلعی جلد اول ص ۳۴۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رفع الیدین والی ضعیف ہے اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن المبارک جو اس حدیث کی سند کے راوی ہیں اس کا انکار کرتے ہیں۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں: حدثنا عبد الله ابن المبارک عن سفیان عن عاصم ابن کلیب عن عبدالرحمان ابن الاسود عن علقمة عن عبدالله قال الا اخبرکم بصلوٰة رسول الله ﷺ قال فقام فرفع یدیه اول مرة ثم لم یعد ۔(نسائی ص ۱۲۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ والی روایت حدثنا قتیبة و ابن ابی عمر قالا حدثنا سفیان ابن عیینة عن الزهری عن سالم عن ابیه قال رایت رسول الله ﷺ اذاافتتح الصلوة یرفع یدیه حتی یحاذی منکبیه واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع یہ روایت ترمذی میں ہے۔بخاری شریف اور مسلم میں اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی یہ حدیث ہے۔(ترمذی ص ۵۵ جلد اول)

ترمذی میں یہ ہے: قال عبد الله ابن المبارک قدثبت حدیث من یرفع وذکر حدیث الزهری عن سالم عن ابیه ولم یثبت حدیث ابن مسعود ان النبی ﷺ لم یرفع الا فی اول مرة. ترمذی میں ذکر ہے ابن عمر والی حدیث بیان کرکے امام ترمذی نے سترہ صحابہ کا ذکر کیا کہ یہ سترہ صحابہ وہی بات کہتے ہیں جو عبداللہ بن عمر کہتے ہیں وہ صحابہ حضرت ابن عمر، عمر، علی، وائل ابن حجر، مالک بن الحویرث، انس، ابو ہریرہ، ابو حمید، ابواسید، سھل بن سعد، محمد بن مسلمہ، ابوقتادہ، ابن عباس، عبداللہ بن الزبیر، ابوموسیٰ اشعری، جابر اور عمیر اللیثی رضی اللہ عنہم ہیں۔تابعین میں سے حسن بصری، عطا، امام ابوحنیفہ کا استاد مجاہد، سالم بن عبداللہ، سعید بن جبیر ان کے علاوہ اور بھی عبداللہ ابن المبارک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق یہ سب ابن عمر کی حدیث کی تائید کرنے والے ہیں پھر امام بخاری ومسلم کا اس حدیث کو بیان کرنا سونے پر سہاگہ اور پہلے اوراق میں میں نے کل ۲۳ تیئیس محدثین کا ذکر کیا اندازہ کرو کس قدر اونچے درجے کی حدیث ہے۔پھر بخاری شریف وہ کتاب ہے کہ جس کی صحت پر اہل سنت کے ہر فرقہ کا اجماع ہے۔علماء احناف نے متفق طور پر اس کو صحیح مانا ہے علامہ قسطلانی کہتے ہیں صحیح بخاری کے سامنے سب تصنیفات کی پیشانیاں سجدہ ریز ہیں تسجد له جباة التصالیف (ارشادالباری)

امام نسائی نے کہا اجمعت الامة علی صحة هذین

الکتاب (نصرۃ الباری) یہی بات احمد علی سہارنپوری نے مقدمہ بخاری میں یہ بھی لکھی ہے اتفق العلماء ان الکتب الصنفة صحیحا البخاری ومسلم (نصرۃ الباری)۔ یہ دونوں کتابیں سب کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں۔ نیز یہ بھی لکھا ہے واجمعت الامة علی صحة هذین الکتابین ووجوب العمل باحادیثهما۔ امت کا ان دونوں کتابوں کی صحت پر اجماع ہے اور ان کی احادیث پر عمل کرنا واجب ہے (مقدمہ بخاری احمد علی سہارنپوری) اور امام ترمذی نے ابن عمر کی حدیث کو حسن اور صحیح لکھا ہے اور ابن مسعود کی حدیث کو صرف حسن پھر مقابلہ کیا۔ اب ذرا حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے بارے میں محدثین کا بیان پڑھیں۔

(۱) حضرت عبداللہ ابن المبارک نے اس حدیث کے بارے میں کہا یہ حدیث نبی ﷺ سے ثابت ہی نہیں۔

(۲) امام ترمذی نے کہا کہ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے چلو ہم مانتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اس میں کوئی نقص نہیں مگر اس کا متن صحیح نہیں اسی بنا پر محدثین نے اس پر کلام کیا ہے۔ اور اس کے متن کو غیر محفوظ کہا ہے نسائی میں ثم لا یعود کے الفاظ ہیں کہ پھر دوبارہ رفع الیدین نہ کرتے۔

(۳) امام ابن القطان نے کہا یہ الفاظ منکر ہیں۔ (کتاب الوہم)

(۴) امام دارقطنی نے بھی ان الفاظ کو غیر محفوظ کہا ہے۔ (کتاب العلل)

(۵) اور یہ الفاظ علقمہ کے ہیں ابن مسعود کے نہیں ایک تابعی کے الفاظ ہیں

(۶) پھر عبداللہ ابن مسعود صرف تکبیر تحریمہ میں رفع الیدین کرنے میں جمہور صحابہ کے مقابلہ میں منفرد ہیں۔ ابن عمر کی حدیث میں ۱۸ صحابہ کا ذکر ہے جو رفع الیدین کے قائل ہیں۔

(۷) اسی حدیث کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے ایک مرتبہ رفع الیدین کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ بار بار عیدین کی تکبیرات کی طرح رفع الیدین نہ کیا۔

(۸) پھر اس حدیث میں تفصیل نہیں یعنی آگے رکوع کا ذکر نہیں اور نہ ہی ابن مسعود نے کہا ہے کہ رکوع کرتے وقت رفع الیدین نہ کی جائے۔

امام ابو داؤد نے اس حدیث کے لکھنے کے بعد لکھا ہے هذا حدیث مختصر من حدیث طویل ولیس هو بصحیح علی هذا المعنی یہ حدیث ایک طویل حدیث سے مختصر کر لی گئی ہے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ان معنی پر صحیح نہیں (عون المعبود جلد اول ص ۲۷۳) عون المعبود جلد اول ص ۲۷۳ میں ہے لا یصلح للاحتجاج لانه ضعیف غیر ثابت اس سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ امام ابن حاتم نے کہا یہ حدیث خطا ہے۔ قال احمد ابن حنبل وشیخه یحیٰ بن آدم هو ضعیف۔

امام احمد اور ان کے استاد یحیٰ نے اسے ضعیف کہا ہے اور امام بخاری نے بھی ان کی متابعت میں اسے ضعیف کہا ہے امام دارقطنی نے کہا یہ حدیث غیر ثابت ہے امام ابن حبان نے کہا هو فی الحقیقة اضعف شیء۔ یہ حدیث درحقیقت بہت ہی ضعیف ہے لان له علل تبطله کیونکہ اس میں کچھ ایسی علتیں اور خرابیاں ہیں جو اسے باطل کر دیتی ہیں۔ ائمہ نے اس پر طعن کیا ہے امام جوزی نے اس سے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ البتہ ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں قال عبدالله علمنا رسول الله ﷺ الصلوٰة فکبر ورفع یدیه فلما رکع طبق یدیه بین رکبتیه قال فبلغ ذالک سعدا فقال صدق اخی قد کنا نفعل هذا ثم امرنا بهذا یعنی الامساک علی الرکبتین۔

(عون المعبود جلد اول ص ۲۷۲)

حضرت عبداللہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا پس جب رکوع کیا دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بیچ میں رکھے جب یہ حضرت سعد کو پہنچی تو کہا میرے بھائی نے سچ کہا ہے ہم پہلے اس طرح کرتے تھے پھر آپ نے ہمیں گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا۔ اس میں رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کی نفی نہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے اور مشکوٰۃ میں اس طرح ہے هذا حدیث فیه فصلی ولم یرفع یدیه الامرة واحدة مع تکبیرة الافتتاح۔ کہ ابن مسعود نے رفع الیدین نہ کیا سوائے ایک مرتبہ کے تکبیر افتتاح کے ساتھ، تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ ابن مسعود نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کی بار بار رفع الیدین نہ کی اس میں رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کی نفی نہیں۔ ابوالفضل صاحب خود ہی ایمانداری اور انصاف سے فیصلہ کریں کہاں ابن عمر کی صحیح صریح مرفوع متصل متواتر اور غیر منقطع متفق علیہ حدیث اور کہاں یہ عندالمحدثین مجروح مطرود مردود نامقبول مرجوح حدیث اور آپ لوگ اس کو اپنائے ہوئے ہیں، سونے کے مقابلے میں پیتل قبول کر لیا۔ اللہ سے ڈرو تقلید امام کی حمایت میں حق کا خون نہ کرو آخر سب نے مرنا ہے اللہ تعالیٰ سب کا حساب لے گا۔

الزام تراشیاں نہ کرو دروغ گو، فریب کار نام نہاد اہل حدیث کے فتوے نہ جڑو لوگوں کو خوش نہ کرو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے حق قبول کرو۔ عبداللہ بن مسعود کی حدیث اگر صحیح ہوتی تو امام محمد اور امام ابو یوسف اپنی اپنی کتاب میں درج کرتے انہوں نے آثار پر گزارہ کیا مگر یہ حدیث نہ لی حالانکہ وہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اس کی ضرورت تھی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ محدثین نے ترک رفع الیدین کے باب باندھے ہیں ہاں بالکل

صحیح ہے مگر وہاں بھی حدیث ذکر کر کے اس حدیث پر محدثین نے جرح کی اور اسے غیر ثابت قرار دیا جیسا کہ آپ نے جرح پڑھ لی ہے۔

اور آپ نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے لکھا ہے اہل علم اصحاب النبی ﷺ کا اسی پر عمل ہے ذرا غور کرو ابن عمر کی حدیث کے بعد امام ترمذی نے ۱۸ اٹھارہ صحابہ کا ذکر کیا ہے لیکن ابن مسعود کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کسی ایک صحابی کا بھی ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ کیا ہے یہ اب ابو الفضل صاحب کی ذمہ داری ہے کہ ان صحابہ کی نشاندہی کریں جو اس حدیث پر عامل ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان صحابہ کا نام اس لیے نہیں لیا کہ جن احادیث میں بعض صحابہ کی طرف ترک رفع الیدین کا مسئلہ منسوب کیا گیا ہے وہ احادیث ہی صحیح نہیں اگر وہ احادیث صحیح ہیں تو محدثین سے ان احادیث کی صحت ابو الفضل صاحب بیان کریں پھر میں دیکھوں گا ان کو کیسے ثابت کرتے ہیں۔

مزید سنئے علامہ امام زیلعی نے نصب الرایہ میں حنفیوں کو ایک نصیحت کی ہے اللہ کرے اسے قبول کرلیں تاکہ یہ اختلاف ختم ہوجائیں رکوع کے وقت رفع الیدین نہ کرنا عبداللہ بن مسعود کی بھول سمجھ لیں جیسا کہ اور بہت سی جگہ بھول گئے ہیں معوذتین کو قرآن نہیں سمجھتے تھے تطبیق کرتے یعنی رکوع کے وقت دونوں ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں میں رکھتے تھے۔ سجدہ میں دونوں بازو زمین پر بچھاتے تھے۔ تین آدمیوں کی جماعت کے وقت امام کو بیچ میں کھڑے ہونے کا فتویٰ دیتے۔

نیز کہتے دسویں ذی الحجہ کو نبی ﷺ نے نماز قبل از وقت پڑھی ہے عرفات میں آپ ﷺ نے نماز کس طرح پڑھی بھول گئے۔ وما خلق الذکر والانثی میں ما کو حذف کرتے دوسری مساجد کی اذان سن کر بغیر اذان اور بغیر اقامت کے جماعت کرا دیتے کہتے دوسری مسجد کی اذان واقامت کافی ہے۔ حنفی علماء ان باتوں کو نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں عبداللہ ابن مسعود بھول گئے ہیں۔ کیوں جناب ابو الفضل صاحب یہاں بھی ان کا عقیدہ اپناؤ تاکہ کامل اطاعت ہوجائے۔

پھر لکھتے ہیں ابو حمید ساعدی نے دس صحابہ کی موجودگی میں نماز پڑھائی یہ نماز کس جگہ اور کس سن میں پڑھائی دس صحابہ کے نام مع ولدیت اور سن وفات لکھ دیں۔

حنفی حضرات ابو الفضل صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر بڑے خوش ہوئے ہوں گے کہ ربانی کو پھنسا لیا ہے حالانکہ یہ لچر اور بے ہودہ سوال ہے اہل علم اس قسم کے سوالات نہیں کرتے۔ ابو الفضل صاحب حدیث میں جس طرح آیا ہے میں نے لکھ دیا ہے حدیث صحیح ہے ہم حدیث صحیح پر نکتہ چینی نہیں کرتے یہ صرف حنفیوں کی عادت ہے۔ حضرات ابو حمید الساعدی نے صرف دس صحابہ کا ذکر کیا ہے صحابی کا اتنا ذکر کر دینا کہ میں نے دس صحابہ کے سامنے نماز پڑھ کر دکھائی اور انہوں نے کہا تو نے سچ کہا ہے ہمارے لیے یعنی اہل حدیث کے لیے یہی قابل حجت ہے آپ کی طرح صحابہ کی شان میں گستاخی نہیں کرتے جس طرح آپ لوگوں نے اصول الشاشی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس کو غیر فقیہ کہا ہے یعنی یہ بے سمجھ تھے اس لیے کہ ان کی احادیث فقہ حنفی کے خلاف ہیں۔ غصہ میں آکر ان صحابہ کو غیر فقیہ بے سمجھ کہا ہے۔ اچھا تو کیا آپ بتا سکتے ہیں فقہ حنفی کے بے شمار مسائل جو قرآن وسنت کے خلاف ہیں امام ابو حنیفہ صاحب نے کب اور کن کن لوگوں کے سامنے کس مقام پر کس سال میں اور کس مہینے میں کس دن اور کس جگہ بیان کیے اور وہ بھی بے سند کیونکہ فقہ حنفی کے جتنے مسائل ہیں سب بے سند ہیں۔

حالانکہ اسناد دین میں اسلام کا حصہ ہے۔ جیسا کہ امام نووی نے مقدمہ مسلم میں لکھا ہے۔ **الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء** ۔ اگر اسناد نہ ہوتی تو جو شخص جو چاہتا کہتا اسے پکڑنے کے لیے سامعین سائل کی سن پیدائش اور سن وفات بھی لکھیں ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ ہمارے کوئی طریقہ نہیں تھا مگر چونکہ احادیث کی اسناد موجود ہیں ہم اسے کہہ سکتے ہیں اس کی سند لاؤ اگر نہ لا سکا تو وہ جھوٹا ہے مگر فقہ حنفی کو بغیر سند کے ہی حنفیوں نے دین بنا رکھا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابو الفضل صاحب اللہ سے ڈرو۔ صرف ایک صحابی کی ضعیف حدیث کو پچاس صحابہ کے مقابلہ میں اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں ترجیح نہ دو۔ نبی ﷺ اور آپ کی احادیث صحیح سے نفرت امام ابو حنیفہ اور ان کی تقلید سے اس قدر محبت افسوس یوں کہو ؎

میرے پیشوا ہیں رسول خدا
میں ہوں ان کی سنت پہ دل سے فدا
کرو دوستو دل سے اطاعت نبی کی
نہیں فرض تقلید تم پر کسی کی

آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ ولا تجعلنا مع الضالین والمضلین۔

دعائے مغفرت

جامعہ اہلحدیث لاہور شعبہ درس نظامی کلاس اولیٰ کے طالب علم محمد عنصر کی والدہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام قارئین دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: طلباء جامعہ اہلحدیث لاہور)

علماء کنونشن کے مقاصد کا خلاصہ

حافظ راشد منیر تبسم...... فاضل جامعہ اہلحدیث لاہور

محترم قارئین کرام! جامعہ اہل حدیث لاہور میں علماء کنونشن یا دوسرے لفظوں میں ابنائے الجامعہ کانفرنس کا سب سے پہلا مقصد تو یہ ہے کہ روحانی والدین اور روحانی اولاد کے تعلق کو کمزور نہ ہونے دیا جائے، کیونکہ یہ روحانی تعلق کتاب وسنت کا علم سیکھنے سکھانے کی غرض سے قائم ہوتا ہے اس لیے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی تعلق نہیں، یہ تعلق ٹوٹ گیا تو سمجھ لو کہ روح جسم سے جدا ہوگئی۔ دوسرا مقصد علمائے کرام کو یعنی اپنے تیار کردہ روحانی بیٹوں کو اکٹھا کر کے موجودہ درپیش چیلنج جو علمائے حق کے سامنے ہیں ان کی نشان دہی کرنا کہ علمائے سُو اور باطل قوتیں کسطرح علماء حق کو اور علماء حق کے مراکز کو دبانا چاہتے ہیں اور ہمیں اس کے مقابلے میں کیا اقدام کرنے کی ضرورت ہے؟ تیسرا مقصد یہ کہ ہمارے اسلاف کا تعارف انکی دین اسلام کے لیے خدمت اور دین اسلام کے لیے پیش کی جانے والی قربانیاں اور ان کی ثابت قدمی کا تذکرہ، تاکہ ہمیں بھولا سبق بھی یاد ہو جائے اور بامقصد زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی مل جائے اور موجودہ دور کی مشکلات کو برداشت کرنے میں آسانی بھی پیدا ہو جائے۔

چوتھا مقصد کہ جس طرح جامعہ اہلحدیث لاہور میں کتاب وسنت کا علم سیکھنے والوں کو عزت اور مقام ومرتبہ ملا ہے وہی عزت اور مقام ومرتبہ اپنے بھائیوں کے لیے پسند فرمائیں۔ جامعہ کے روحانی فرزند جس علاقے میں بھی دین اسلام کا کام کر رہے ہیں تو وہاں نوجوان نسل کو ترغیب دلا کر جامعہ اہلحدیث میں داخل کروائیں میرا یہ بھائی اس عزت اور مقام ومرتبہ کو حاصل کر سکے جو مجھے اس دینی ادارے میں پڑھنے سے حاصل ہوا ہے۔

پانچواں مقصد آداب المتعلمین کی یاددہانی کہ طالب علم کو کن آداب سے روشناس ہونا چاہیے۔ مثلاً

(1) اخلاص نیت (2) بری عادتوں سے اجتناب (3) اساتذہ کا ادب (4) دینی کتابوں کا احترام (5) رفقاء کے ساتھ ہمدردی (6) علم حاصل کرنے میں محنت کرنا (7) علم کی حرص اور اس کے لیے سفر کرنا (8) طلب علم میں ثابت قدمی اور ہر طرح کی تکالیف برداشت کرنا (9) شیوخ سے اصلاحی تعلق قائم رکھنا۔

ان مقاصد کو علماء کنونشن میں پروفیسر ثناء اللہ خان، حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی، پروفیسر میاں عبدالمجید، میاں محمد جمیل، مولانا عمران ناصر، قاری اکرام الحق اثری، قاری طاہر اقبال نے اپنے اپنے انداز میں کتاب وسنت کی روشنی اور اسلاف کی زندگیوں کی روشنی میں بیان فرمایا، یہ تو وہ مقاصد ہیں جو میرے جیسے ادنیٰ سے طالب علم کو سمجھ آئے ہیں، ورنہ علماء کنونشن یا ابنائے الجامعہ کانفرنس کے مقاصد تو بے شمار ہیں۔ ان بنیادی مقاصد کو بیان کرنے کے بعد میرا آخر میں ابنائے الجامعہ کے نام ایک اہم پیغام ہے کہ آئندہ جب بھی ابنائے الجامعہ کے لیے تربیتی، روحانی، اصلاحی یا تحقیقی کوئی بھی پروگرام مرتب کیا جائے تو اس میں جامعہ کے روحانی فرزند اپنی حاضری کو سو فیصد یقینی بنائیں۔

(وما توفیقی الا باللہ)

دارالحدیث میں تقریب بخاری شریف

سابقہ روایات کے مطابق دارالحدیث اوکاڑہ کی 54ویں سالانہ تقریب بخاری مورخہ 28 جون 2012ء بروز جمعرات بعد نماز عصر منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں پروفیسر عبدالرزاق ساجد، حافظ عبدالستار الحماد بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس ارشاد فرمائیں گے۔ تمام اہل اسلام سے شرکت کی اپیل ہے۔

(منجانب: عبداللہ یوسف مدرس دارالحدیث اوکاڑہ 0312-4403173)

قرآن وسنت کانفرنس

مورخہ 23 جون بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام تفریحی پارک نزد جامع مسجد محمدیہ اہلحدیث فیصل پارک ساہواڑی روڈ مغلپورہ لاہور میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی حفظہ اللہ کی زیر سرپرستی اور حافظ محمد اشرف قمر کی زیر نگرانی قرآن وسنت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

جس میں مولانا منظور احمد، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر عبدالرحمٰن مکی، سید سبطین شاہ نقوی، قاری محمد حنیف ربانی، حافظ نعیم الرحمٰن شیخوپوری خطابات ارشاد فرمائیں گے۔

(منجانب: محمد اکرم برادر اصغر حافظ محمد اشرف قمر 0322-8020385)

دعائے خیر

میں اکیلا بھائی ہوں تمام قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک اور بھائی عطا فرمائے۔ آمین

(حافظ صیام شاہد، فیض باغ لاہور)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مع فیکس (042) 5854010
فون مرکز اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اہلحدیث
C.P.L - 104

سالانہ تقریب صحیح بخاری شریف واہلحدیث کانفرنس

مورخہ 29 جون 2012ء بروز جمعۃ المبارک۔ جمعہ سے لیکر رات گئے تک

زیر سرپرستی	زیر امارت	زیر نگرانی:	مہمانان خصوصی
حافظ محمد جاوید روپڑی بن محدث روپڑیؒ	حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہل حدیث پاکستان	حافظ عبدالوہاب روپڑی نائب مدیر الجامعہ	محترم جناب حمزہ شہباز شریف ایم این اے مرکزی رہنما مسلم لیگ (ن)

خطبہ جمعۃ المبارک	سیرت امام بخاریؒ	بخاری شریف کی آخری حدیث	
حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہل حدیث پاکستان	مفتی عبیداللہ خاں عفیف صدر مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور	مولانا عبداللہ ناصر رحمانی آف کراچی	محترم خواجہ سلمان رفیق منسٹر ہیلتھ آف پنجاب

کنوینرز کانفرنس

مقررین

			کنوینرز کانفرنس
			قاری فیاض احمد
مولانا شریف حصاروی	قاری عبدالرحیم کلیم	قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی	پروفیسر میاں عبدالمجید
سید سبطین شاہ نقوی	پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی	مولانا منظور احمد	پروفیسر ثناءاللہ خان
قاری یعقوب شیخ	مولانا شمشاد سلفی	پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی	مولانا عبداللہ نثار
میاں محمد جمیل ایم اے	مولانا یونس صدیقی	میاں سلیم شاہد	شکیل الرحمٰن ناصر
مولانا ارشد کمال	حاجی اکبر سلیم	مولانا عبدالرشید جلہن	مولانا جابر حسین مدنی
محترم رانا نصراللہ خاں	قاری عبدالمتین اصغر	مولانا عبداللطیف حلیم	مولانا داؤد ارشد
مولانا محمد سلیمان شاکر	مولانا محمد رفیق طاہر	مولانا عمران ناصر	مولانا عمر فاروق شاکر

خطابات ارشاد فرمائیں گے۔ (ان شاءاللہ)

منجانب: حافظ محمد جاوید روپڑی وانتظامیہ جامعہ اہلحدیث لاہور 042-7656730/0300-4583187/0301-4167882